باسمہٖ تعالیٰ

تِبۡیَاناً لِکُلِّ شَئیٍ(نحل/ ۸۹)

تبیان

جلد(۱) شمارہ(۷)

شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ جولائی ۲۰۱۷ء

غزوۂ خندق (احزاب)

غَزۡوَہ کا معنیٰ کیا ہے؟

غزوہ کے معنیٰ ہے قصد کرنا، ارادہ کرنا۔

وہ جنگ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار سے مقابلے کے قصد سے مسلمانوں کا لشکر لیکر نکلتے تھے اس کو ''غزوہ'' کہتے ہیں۔

غزوہ خندق (احزاب) ایک نظر میں

تاریخ	شوال، ذیقعدہ 5ھ (مارچ 627ء)
مقام	مدینہ اور اس کے آس پاس
سبب	بنی نضیر (یہودیوں) کی سازش
دشمن	مشرکینِ مکہ اور یہودی
قائد مسلمین	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قائد مشرکین	ابوسفیان
نتیجہ	مسلمانوں کی فتح

6 مسلمانوں کی شہادت 8 مشرکوں کی ہلاکت

خندق کو انگریزی میں Trench کہتے ہیں۔

خندق (Trench)

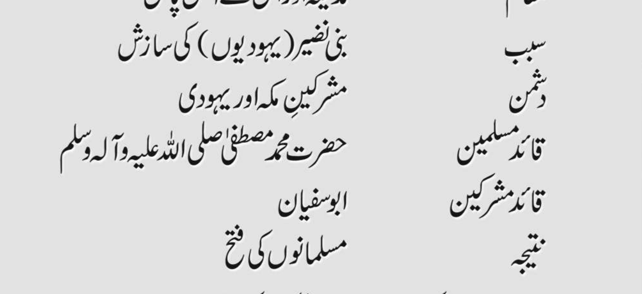

A **trench** is a type of excavation or depression in the ground that is generally deeper than it is wide (as opposed to a wider gully, or ditch), and narrow compared with its length (as opposed to a simple hole)

جنگ کا پس منظر

شوال، ذیقعدہ 5 ہجری (مارچ 627ء) میں مشرکینِ مکہ نے مسلمانوں سے جنگ کی ٹھانی۔ ابوسفیان نے قریش اور دیگر قبائل حتیٰ کہ یہودیوں سے بھی لوگوں کو جنگ پر راضی کیا اور اس سلسلے میں کئی معاہدے کیے اور ایک بہت بڑی فوج اکٹھا کر لی مگر مسلمانوں نے سلمان فارسیؓ کے مشورے سے مدینے کے ارد گرد ایک خندق کھودی۔ مشرکینِ مکہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ خندق کھودنے کی عرب میں یہ پہلی مثال تھی کیونکہ اصل میں یہ ایرانیوں کا طریقہ تھا۔ ایک مہینے کے محاصرے کے بعد مشرکین مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ اسے غزوۂ خندق یا جنگِ احزاب کہا جاتا ہے۔ احزاب، حزب کی جمع ہے۔ حزب پارٹی کو کہتے ہیں کئی پارٹیاں مل کر احزاب بنتی ہے۔ اس جنگ کو احزاب کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں عرب کی کئی پارٹیاں قبیلے شامل ہو کر مسلمانوں کے مقابلے پر اتر آئے تھے جیسے آج کل امریکہ، برطانیہ وغیرہ کی اتحادی افواج کہلاتی ہیں۔ اس جنگ کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ احزاب میں ہے۔

جنگ احد کے بعد قریش، یہودی اور عرب کے دیگر بت پرست قبائل کے درمیان طے پایا کہ مل جل کر اسلام کو ختم کیا جائے۔ اس سلسلے میں پہلا معاہدہ ابوسفیان اور مدینہ سے نکالے جانے والے یہودی قبیلہ بنی نضیر کے درمیان ہوا۔ اسلام کے خلاف اس اتحاد کو قرآن نے ''احزاب'' کا نام دیا ہے۔ ان میں ابوسفیان کی قیادت میں 4000 پیدل فوجی، 300 گھڑسوار اور 1500 کے قریب شتر سوار (اونٹوں پر سوار) شامل تھے۔ دوسری بڑی طاقت قبیلہ غطفان کی تھی جس کے 1000 سوار تھے۔ اس کے علاوہ بنی مرہ کے 400، بنی شجاع کے 700 اور کچھ دیگر قبائل کے افراد شامل تھے۔ مشرکین کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی جو اس زمانے میں اس علاقے کے لحاظ سے ایک انتہائی بڑی فوجی طاقت تھی۔ یہ فوج تیار ہو کر ابوسفیان کی قیادت میں فروری یا مارچ 627ء میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے مدینہ روانہ ہوگئی۔ (السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام صفحہ 234)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سازش کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک دفاعی خندق کھودنے کا مشورہ دیا جو عربوں کے لیے ایک نئی بات تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مشورہ پسند آیا چنانچہ خندق کھودی گئی۔ مدینہ کے ارد گرد پہاڑ تھے اور گھر ایک دوسرے سے متصل تھے جو ایک قدرتی دفاعی فصیل کا کام کرتے تھے۔ ایک جگہ کوہِ عبیدہ اور کوہ راتج کے درمیان سے حملہ ہو سکتا تھا اس لیے وہاں خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کی کھدائی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت سب لوگ شریک ہوئے۔ اس دوران سلمان فارسیؓ نہایت جوش وخروش سے کام کرتے رہے اور اس وجہ سے انصار کہنے لگے کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہنے لگے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'سلمان میرے اہلِ بیت میں سے ہیں '۔ کھدائی کے دوران سلمان فارسیؓ کے سامنے ایک بڑا سفید پتھر آ گیا جو ان سے اور دوسرے ساتھیوں سے نہ ٹوٹا۔ آخر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے اور کلہاڑی کی ضرب لگائی۔ ایک بجلی سی چمکی اور پتھر کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر الگ ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر بلند کی۔ دوسری اور تیسری ضرب پر بھی ایسا ہی ہوا۔ سلمان فارسیؓ نے سوال کیا کہ ہر دفعہ بجلی سی چمکنے کے بعد آپ تکبیر کیوں بلند کرتے ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا کہ جب پہلی دفعہ بجلی چمکی تو میں نے یمن فتح ہوتے ہوئے دیکھا۔ دوسری مرتبہ بجلی چمکنے پر میں نے شام و روم کو فتح ہوتے دیکھا اور جب تیسری بار بجلی چمکی تو میں نے دیکھا کہ ایران میری امت کے ہاتھوں فتح

ہو جائیں گے۔ (تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 569)۔ بیس دن میں خندق مکمل ہوگئی جو تقریباً پانچ کلومیٹر لمبی تھی، پانچ ہاتھ (تقریباً سوا دو سے ڈھائی میٹر) گہری تھی اور اتنی چوڑی تھی کہ ایک گھڑسوار جست لگا کر بھی پار نہ کر سکتا تھا (تاریخ یعقوبی جلد 2 صفحہ 50)۔ مسلمانوں کی تعداد 3000 کے قریب تھی جو پندرہ سال سے بڑے تھے اور جنگ میں حصہ لے سکتے تھے۔

غزوۂ خندق کا مقام

خندق کھدنے کے تین دن بعد دشمن کی فوج مدینہ پہنچ گئی اور خندق دیکھ کر مجبوراً رک گئی۔ ان کی عظیم فوج اس خندق کی وجہ سے ناکارہ ہو کر رہ گئی۔ کئی دن تک ان کے سپاہی خندق کو پار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

کل ایمان، کل کفر کے مقابلہ میں

کچھ دن کے بعد عمرو ابن عبدود کی قیادت میں پانچ سواروں نے خندق کو ایک کم چوڑی جگہ سے پار کر لیا۔ عمرو ابن عبدود عرب کا مشہور سورما تھا اور اس کی دہشت سے لوگ کانپتے تھے۔ اس نے سپاہ اسلام کو للکار کر جنت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ اے جنت کے دعویدارو کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے جسے میں جنت بھیج دوں یا وہ مجھے دوزخ میں بھیج دے 'اور اپنی بات کی تکرار کرتا رہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ' کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟'امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے آمادگی ظاہر کی۔ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی اور دوسری اور پھر تیسری دفعہ پوچھا۔ تینوں دفعہ علی علیہ السلام ہی تیار ہوئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنا عمامہ اور تلوار عطا کی اور فرمایا کہ بَرَزَ الۡاِسۡلَامُ کُلُّهُ اِلَی الۡکُفۡرِ کُلِّهِ ' کل ایمان کل کفر کے مقابلے پر جا رہا ہے'۔ ایک سخت جنگ جس کے دوران گرد و غبار اڑا اور نعرۂ تکبیر کی آواز آئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم علی نے اسے قتل کر دیا ہے۔ 'ضَرۡبَةُ عَلِيٍ یَوۡمَ الۡخَنۡدَقِ اَفۡضَلُ مِنۡ عِبَادَةِ الثَّقَلَیۡنِ' (مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 32) روزِ خندق علی کی ایک ضربت ثقلین (تمام جن وانس) کی عبادت سے افضل ہے۔ عمرو بن عبدود کے قتل کی دہشت اتنی تھی کہ اس کے باقی ساتھی فوراً فرار ہونے لگے۔ نوفل بن عبداللہ فرار ہوتے وقت خندق میں گر گیا جسے نیچے اتر کر علی علیہ السلام نے قتل کر دیا۔ باقی فرار ہو گئے۔

احزاب میں پھوٹ

جب محاصرہ طول پکڑ گیا تو بنی قریظہ، قریش، غطفان اور دوسرے قبائل میں اختلافات نمودار ہونا شروع ہو گئے اور بددلی پھیل گئی۔ ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو گئی اور ایسے لوگ سامنے آنے لگے جو جنگ جاری رکھنے کے حامی نہیں تھے۔ ان اختلافات نے انہیں آپس ہی میں مصروف رکھا یہاں تک کہ خدائی مدد آ گئی۔

خدائی مدد

ایک رات شدید اور سرد آندھی چلی جس نے مشرکین کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا اور ان کی روشنیاں بجھا دیں۔ شدید گرد و غبار سے فضا تاریک ہو گئی۔ (تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 578)۔ مشرکین نے فرار ہونے کو ترجیح دی اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ 22 ذی القعدہ بدھ کے دن تک لشکرِ کفار میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا اور شدید مالی و جانی نقصان کے بعد ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی کہ مسلمان محاذ کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے جائیں۔

نتائج

اس جنگ میں مسلمانوں کے چھے افراد شہید ہوئے۔ مشرکین کے آٹھ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے۔ مالی نقصان بہت شدید تھا۔ یہ مسلمانوں کی شاندار فتح تھی جس میں خندق کھودنے کی تدبیر بڑی کام آئی۔ مشرکین بہت دیر تک اس جنگ کے اثرات سے سنبھل نہ سکے۔ اس جنگ کے بارے میں سورۂ احزاب کی آیات 9 سے 25 نازل ہوئیں۔

پیش منظر

اس جنگ سے ایک بات واضح ہو گئی کہ یہودیوں پر اعتماد ٹھیک نہیں۔ یہودی قبیلہ بنی قریظہ کی عہد شکنی نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں نے بنی قریظہ کو سبق سکھانے کی ٹھانی اور غزوہ خندق کے فوراً بعد خدائی احکام کے تحت ان کے ساتھ جنگ کی جسے غزوہ بنی قریظہ کہتے ہیں۔

☆☆☆

25 شوال شہادت امام جعفر صادقؑ کی مناسبت سے:

امام جعفر صادقؑ کی ۵ نورانی احادیث

.1 ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ: ہر اس مسلمان شخص کو جو ہماری معرفت رکھتا ہو چاہئے کہ ہر شبانہ روز اپنے اعمال کا حساب کتاب کرے، اگر اپنے اعمال میں نیکی پائے تو اس میں مزید اضافہ کرنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے اعمال میں گناہ دیکھے تو خداوند متعال سے ان کی معافی مانگے تا کہ قیامت کے روز ذلت اور رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

.2 ثابت قدمی: اگر ہمارے شیعہ و پیروکار ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے تو فرشتے ان کے ساتھ مصافحہ کرتے اور بادل ان پر اپنا سایہ قائم کرتے اور دن کو نورانی ہو کر چمکتے اور ان کے اوپر اور نیچے سے ان کیلئے رزق نازل کیا جاتا اور جو کچھ خدا نے انہیں عطا کیا ہے اس کے علاوہ مزید طلب نہ کرتے۔

.3 حسد اور سازشوں کے برے نتائج: ہر وہ شخص جس نے اپنے مومن بھائی کے ساتھ سازش کرنے کی کوشش کی اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھا یا اس کے ساتھ نزاع کیا خداوند متعال آگ کو اس کا ٹھکانہ قرار دے گا، اور ہر وہ شخص جو اپنے مومن بھائی کی نسبت حسد کا شکار ہو گیا اس کے دل سے ایمان اس طرح زائل ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں زائل ہوتا ہے۔

.4 تقویٰ، جدوجہد اور مومنین کی مدد: رنگارنگ مذاہب اور فرقے تم لوگوں کو اپنی طرف نہ کھینچیں، خدا کی قسم کوئی شخص ہماری ولایت کا حامل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ تقویٰ اختیار کرے، دنیوی زندگی میں جدوجہد کرے اور خدا کی خاطر اپنے مومن بھائیوں کی مدد کرے، اور جو شخص دوسروں پر ظلم کرتا ہے وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں۔

.5 نرم آواز میں بات کرنا: نرم آواز میں بات کیا کرو کیونکہ خداوند متعال جو واضح اور چھپی ہوئے امور سے آگاہ ہے تمہاری جانب سے مانگے جانے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تمہاری حاجت کیا ہے۔

''تبیان'' کے مقالہ جات کے مندرجات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔